PERSIAN NOTES FOR 1st YEAR CLASS (PUNJAB)

درس دھم

دسواں سبق

(۱)

پندھا (نصیحتیں)

شاعر: نظامی گنجوی

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
صحبت	ساتھ، دوستی	کلید پنہانی	خفیہ چابی
نکونامی	نیک نامی	درشتی	سختی
نکوسرانجامی	ایک اچھا انجام	ھنر آموز	ہنر سیکھ
ھم نشست	ساتھ بیٹھنے والا	درگشائی کنی	تم دروازہ کھولو گے
کافگند	کہ گراتا ہے	آموختن	سیکھنا
زشت	برا	ندارد	نہیں رکھتا
صدکس	سو شخص	دُر	موتی
چون رسد	جب پہنچے	لعل	یاقوت
دور دورنگ	دو رنگ والا زمانہ	سنگ	پتھر
فراخ	کشادہ، کھلا	دانش	علم

☆ ☆ ☆

۱۔ صحبتی جوی کز نکو نامی در تو آرد نکو سرانجامی

ترجمہ:
ایسی دوستی تلاش کر جس سے نیک نامی میسر ہو اور تجھے اچھے انجام تک پہنچائے۔

تشریح:
اچھے دوستوں کا انتخاب انسان کی زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اس لئے شاعر اپنے مخاطب کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ دوستی کیلئے ایسے شخص کا انتخاب کرے جو نیک نامی کا حامل ہو۔ اچھے انجام تک پہنچائے۔ اچھے دوستوں کی صحبت میں انسان اچھی عادتیں سیکھتا ہے جن کے اس کی زندگی پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

۲۔ عیب یک ھم نشست باشد و بس کافگند نام زشت برصد کس

ترجمہ:
ہم صحبت کا عیب صرف ایک ہوتا ہے جو بدنامی کو سو آدمیوں میں پھیلا دیتا ہے۔

تشریح:
اس شعر میں شاعر نصیحت کرتا ہے کہ برے آدمی کی صحبت اختیار نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ہوسکتا ہے اس برے آدمی میں صرف ایک عیب ہو مگر اسی ایک عیب کے باعث اس کی صحبت میں بیٹھنے والا سو آدمیوں میں بدنام ہو جائے۔

۳۔ چون رسد تنگی ای زدور دو رنگ راہ بردل فراخ دار، نہ تنگ

ترجمہ:
جب دوغلے زمانے سے کوئی تنگی پہنچے تو فراخدلی کا راستہ اپنا تنگ دلی کا نہیں۔

تشریح:

شاعر نے اس شعر میں اپنے مخاطب سے کہا ہے کہ جب تمہیں اس دوغلے زمانے سے کوئی تنگی پہنچے تو فراخدلی کا راستہ اپنا تنگ دلی کا راستہ نہ اپنا۔ زمانے کو اس لئے دوغلا کہتے ہیں کہ یہ کبھی غم دیتا ہے تو کبھی خوشی۔ آج اگر کوئی دوست ہے تو کل کو دشمن ہے۔ اس طرح زمانہ کبھی اپنی رفتار ایک نہیں رکھتا بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

۴۔ بس گرہ کو کلید پنہانی است　　　　بس درشتی کہ دروی آسانی است

ترجمہ:

بہت سی گرہیں ایسی ہیں جو خفیہ چابیاں ہیں، بہت سی مشکلات ایسی ہیں کہ جن میں آسانیاں ہیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر کہتا ہے بہت سی گرہیں ایسی ہوتی ہیں جو خود خفیہ چابیاں ہوتی ہیں یعنی ان کے اندر بہت مشکلات کا حل پنہان ہوتا ہے۔ بہت سی سختیاں ایسی ہیں جن میں آسانیاں ہیں یعنی بہت سے کام ایسے ہیں جو ہمیں نہایت مشکل اور سخت دکھائی دیتے ہیں مگر ان سختیوں کو ایک مرتبہ تحمل کر لینے سے زندگی میں ہمارے لئے بہت سی آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً کوئی ہنر سیکھنا مشکل کام ہے مگر ہنرمند مشکل برداشت کر کے ساری زندگی اپنے لئے آسودگی کا سامان پیدا کر لیتا ہے۔

۵۔ هنر آموز کز هنرمندی　　　　درگشائی کنی ' نہ دربندی

ترجمہ:

ہنر سیکھ کیونکہ ہنر کے ذریعے تو دروازہ کھولے گا نہ کہ بند کرے گا۔

تشریح:

ہر دور میں ہنرمند کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہنرمند کے ہاتھ سونے کے ہوتے ہیں۔ اس لئے شاعر اس شعر میں اپنے مخاطب کو نصیحت کرتا ہے کہ ہنر سیکھ۔ کیونکہ ہنرمندی کے ذریعے تو اپنے اوپر روزگار کے دروازے کھولتا ہے بند نہیں کرتا۔ ہنر نہ سیکھنے والوں پر روزگار کے دروازے بند رہتے ہیں۔

۶۔ هر کہ ز آموختن ندارد ننگ　　　　در برآرد ز آب ولعل از سنگ

ترجمہ:

جو کوئی (ہنر) سیکھنے میں عار نہیں سمجھتا وہ پانی سے موتی نکالتا ہے اور پتھروں سے یاقوت۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر ان لوگوں کی ہمت بندھواتا ہے جو کوئی کام یا ہنر سیکھنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ وہ پانی سے موتی اور پتھروں سے یاقوت حاصل کرتے ہیں۔ موتی پانی میں موجود سیپ کے اندر سے نکالے جاتے ہیں جبکہ یاقوت پتھروں سے نکالے جاتے ہیں۔ شاعر نے در حقیقت موتی اور یاقوت کا ذکر کر کے ہنر کی قدر و قیمت کو اجاگر کر دیا ہے۔

۷۔ وآن کہ دانش نباشدش روزی　　　　ننگ دارد ز دانش آموزی

ترجمہ:

اور وہ شخص جس کا نصیب علم نہیں ہوتا وہ علم سیکھنے میں عار محسوس کرتا ہے۔

تشریح:

شاعر اس شعر میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ علم نصیب سے ملتا ہے جن کے نصیب میں علم حاصل کرنا نہیں لکھا وہ ہزار کوشش کے باوجود بھی علم حاصل نہیں کر سکتے بلکہ علم سیکھنے میں انہیں عار محسوس ہوتی ہے اور اس طرح وہ علم کی دولت سے محروم رہتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

(۲)

تنہا ماندن شیریں وزاری کردن وی
(شیریں کا تنہا رہ جانا اور اس کا گریہ وزاری کرنا)

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تنگ آمد	تنگ آ گئی	سپہر لاجوردی	نیلا آسمان
تنگ حالی	بری حالت	امشب	آج رات
مانند سالی	ایک سال کی طرح	شبا	اے رات
آغوش	گود	بیاموز	سیکھ
خورشید	سورج	زود کش	جلدی قتل کر
خیرہ ماندہ	پریشان رہ گیا ہے	ظلمت	تاریکی
چراغش	اس کا چراغ	من آن شمعم	میں وہ شمع ہوں
زبان بکشاد	اس نے زبان کھولی	بخند	ہنس
جاویدانہ	ہمیشہ رہنے والی	دھان	منہ

☆ ☆ ☆

۱۔ بہ تنگ آمد شبی از تنگ حالی — کہ بود آن شب براو مانند سالی

ترجمہ:
ایک رات وہ (شیریں) اپنی بُری حالت سے تنگ آ گئی کیونکہ وہ رات اس کیلئے ایک سال کی مانند تھی۔

تشریح:
اس شعر میں نظامی گنجوی نے شیریں کی ایک تنہا رات کی منظر کشی کی ہے جب وہ اپنی اس بری حالت سے تنگ آ گئی تھی۔ شاعر نے رات کو طوالت دکھانے کیلئے اسے ایک سال سے تشبیہ دی ہے اور کہا ہے کہ شیریں کیلئے یہ ایک رات ایک سال کی مانند تھی۔ تنہائی اور رات کی تاریکی عاشقوں پر بہت بھاری گزرتی ہے۔ مشکل وقت کی طرح رات بھی کٹنے کا نام نہیں لیتی۔

۲۔ گرفتہ آسمان شب را در آغوش — شدہ خورشید را مشرق فراموش

ترجمہ:
آسمان نے رات کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ سورج مشرق کو بھول گیا ہے۔

تشریح:
شیریں کیلئے ہجر کی رات اس قدر طولانی ہو گئی تھی جیسے آسمان نے رات کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہو۔ اب آسمان رات کو چھوڑے اور وہ جائے تو صبح ہو۔ اسی طرح صبح ہوتی ہے تو سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے مگر آج رات تو سورج طلوع ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ ایسا لگتا ہے جیسے سورج مشرق کو بھول گیا ہے۔

۳۔ دل شیرین در آن شب خیرہ ماندہ — چراغش چون دل شب تیرہ ماندہ

ترجمہ:
اس رات میں شیریں کا دل پریشان رہ گیا ہے اور اس کا چراغ رات کے دل کی طرح سیاہ پڑا ہے۔

تشریح:

رات کی تاریکی میں شیریں کی پریشانی بیان کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ اس رات میں شیریں کا دل پریشان ہوگیا ہے۔ اس کا چراغ جو رات کے اندھیرے دور کرنے کا واحد سہارا تھا وہ بھی تاریک رات کے دل کی طرح بن گیا۔ یعنی اس کی روشنی بھی جاتی رہی اور یوں شیریں کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

۴۔ زبان بگشاد و گفتا: ای زمانہ! شب است این یا بلای جاودانہ ؟

ترجمہ:

اس (شیریں) نے زبان کھولی اور کہا: اے زمانے! یہ رات ہے یا کوئی ہمیشہ رہنے والی بلا ہے۔

تشریح:

شب کے طولانی ہونے نے شیریں کو ناامید کر دیا ہے وہ زمانے سے مخاطب ہو کر لب کھولتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ رات ہے یا کوئی ہمیشہ رہنے والی بلا ہے جو جانے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ شیریں اس رات کے طولانی ہونے سے اس قدر بیزار ہو چکی ہے کہ وہ رات کو اپنے لئے کوئی مصیبت یا بلا تصور کر رہی ہے۔

۵۔ چہ افتاد؟ ای سپہر لاجوردی کہ امشب چون دگر شبہا نگردی

ترجمہ:

کیا ہوا؟ اے نیلے آسمان کہ تو آج رات دوسری راتوں کی طرح گردش نہیں کرتا۔

تشریح:

اس شعر میں شیریں آسمان سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ اس سے پہلے تیرے گردش کرنے سے راتیں ختم ہو جاتی تھیں اور دن نکل آتا تھا مگر آج کیا ہوا ہے جو دوسری راتوں کی طرح گردش نہیں کر رہا اور صبح ہونے کا نام نہیں لے رہی۔

۶۔ شبا! امشب جوانمردی بیاموز مرا یا زود کش یا زود شو روز

ترجمہ:

اے رات' آج رات جوانمردی سیکھ یا مجھے جلدی قتل کر یا پھر تو جلدی دن ہو جا۔

تشریح:

شیریں تنگ آ کر رات سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ اے رات' آج رات جوانمردی سیکھ یا مجھے جلدی قتل کر ڈال یا پھر تو جلدی سے دن ہو جا۔ اس شعر میں شاعر نے شیریں کی جو کیفیت بیان کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ اس گھٹ گھٹ کر مرنے سے موت کو ترجیح دیتی ہے۔ وہ ہر حال میں اس مصیبت یعنی رات سے چھٹکارہ پانا چاہتی ہے۔

۷۔ نہ زین ظلمت ھمی یابم امانی نہ از نور سحر بینم نشانی

ترجمہ:

مجھے نہ تو اس اندھیرے سے امان ملتی ہے اور نہ سحر کی روشنی کا کوئی نشان دکھائی دیتا ہے۔

تشریح:

شاعر اس شعر میں شیریں کی اضطرابی کیفیت بیان کرتا ہے۔ شیریں کہتی ہے مجھے نہ تو اس رات کے اندھیرے سے نجات ملتی ہے اور نہ ہی صبح کی روشنی کا کوئی نشان دکھائی دیتا ہے۔ اندھیرا رات کی گہرائی کا مظہر ہے جب اندھیرا جاتا ہے تو صبح کی روشنی دکھائی دینا شروع ہوتی ہے۔

۸۔ من آن شمعم کہ درشب زندہ داری ‎ ‎ ‎ ‎ ہمہ شب می کنم چون شمع زاری

ترجمہ:
میں وہ شمع ہوں جو رات کو جاگتی ہے، میں ساری رات شمع کی طرح روتی ہوں۔

تشریح:
شمع کو رات کا اندھیرا دور کرنے کیلئے جلایا جاتا ہے اور وہ رات بھر جلتی ہے۔شیریں اندھیرے کے مقابلے میں اپنے آپ کو شمع قرار دیتے ہوئے کہتی ہے کہ میں وہ شمع ہوں جو رات بھر جاگتی ہے۔ دوسرے مصرعے میں شیریں کہتی ہے کہ میں شمع کی طرح ساری رات روتی ہوں۔ جب شمع جلتی ہے تو اس سے موم کے سفید قطرے گرتے ہیں۔ جسے شمع کا رونا کہا جاتا ہے۔اس لئے شیریں کہتی ہے کہ میں شمع کی طرح ساری رات روتی ہوں۔

۹۔ بخوان' ای مرغ! اگر داری زبانی ‎ ‎ ‎ ‎ بخند 'ای صبح! اگر داری دھانی

ترجمہ:
اے مرغ اگر تو زبان رکھتا ہے تو اذان دے۔اے صبح اگر تو منہ رکھتی ہے تو ہنس۔

تشریح:
رات کے ختم ہونے پر مرغ اذان دیتا ہے گویا مرغ کا اذان دینا صبح ہوجانے کی علامت ہے اس لئے شیریں مرغ سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ اے مرغ اگر تو زبان رکھتا ہے تو اذان دے یعنی صبح ہوجانے کی خوشخبری سنا۔اسی طرح وہ صبح سے کہتی ہے کہ اے صبح اگر تو منہ رکھتی ہے تو ہنس۔ ہنسنے سے سفید دانت دکھائی دیتے ہیں۔صبح کے ہنسنے سے دن کی سفیدی نمودار ہوتی ہے۔اس لئے شیریں صبح سے ہنسنے کی درخواست کرتی ہے۔

☆ ☆ ☆

تمرین کا حل

(۱)

سوال ۱: بری صحبت کا کیا نقصان بیان کیا گیا ہے؟

جواب: بری صحبت کا نقصان یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک اچھا آدمی بری صحبت میں بیٹھتا ہے تو وہ سو آدمیوں میں بدنام ہوجاتا ہے۔ بدنامی کا داغ لگنے سے معاشرے میں اس کی پہلے جیسی عزت نہیں رہتی۔

سوال ۲: علم وفن کا حصول کیوں ضروری ہے؟

جواب: علم وفن کے حصول سے انسان اپنی زندگی بہتر گزار سکتا ہے۔اسے اچھے برے کی تمیز آجاتی ہے۔اس پر روزگار کے دروازے کھل جاتے ہیں۔مشکل سے مشکل کام اہل علم وفن کیلئے آسان ہوجاتا ہے۔

سوال ۳: تاریک رات کی تنہائی میں شیریں کی کیا کیفیات بیان کی گئی ہیں؟

جواب: تاریک رات میں شیریں پر اضطراب کی کیفیت طاری ہے۔اس کی دانست میں رات بہت طولانی ہوگئی ہے یا تو رات کو آسمان نے اپنی آغوش میں جکڑ لیا ہے یا پھر سورج نے مشرق سے نکلنا بھلا دیا ہے۔شیریں اس رات کو اپنے لیے ایک ہمیشہ رہنے والی بلا خیال کرتی ہے۔وہ رات سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ یا جلدی سے مجھے قتل کر ڈالو یا جلدی سے تم دن بن جاؤ۔شیریں رات کی اس تاریکی کے مقابلے میں اپنے آپ کو شمع کہتی ہے جو رات بھر جاگ کر جلتی ہے اور روتی ہے۔

سوال ۴: ''شدہ خورشید را مشرق فراموش'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: سورج صبح کو مشرق سے طلوع ہوتا ہے اس کے طلوع ہونے سے صبح کا اجالا پھوٹتا ہے۔شیریں رات کے طولانی ہونے سے تنگ آ کر کہتی ہے کہ سورج نے مشرق کو بھلا دیا ہے یعنی وہ مشرق سے طلوع نہیں ہو رہا یا بالفاظ دیگر صبح کی روشنی مشرق سے نمودار نہیں ہو رہی۔

سوال ۵: سبق میں آنے والی تشبیہات کی وضاحت کریں۔

جواب: ۱۔ بود آن شب براد مانند سالی (وہ رات اس پر ایک سال کی مانند تھی) اس میں رات کو طولانی ہونے کی وجہ سے سال سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۲۔ چراغش چون دل شب تیرہ ماندہ (اس کا چراغ رات کے دل کی طرح سیاہ پڑا ہے) شیریں کے چراغ کو رات کے دل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۳۔ ھمہ شب می کنم چون شمع زاری (میں ساری رات شمع کی طرح روتی ہوں) اس میں شیریں کے رونے کو شمع کے رونے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

☆ ☆ ☆

(۲)

سوال ۱: ھم نشست [ھم+نشست] جیسے پانچ الفاظ لکھیے۔

جواب:

۱۔ ھم اتاق — کمرے میں ساتھ رہنے والا
۲۔ ھم شہری — ہم وطن یا ہم شہری
۳۔ ھم مسلک — ہم مذہب یا ہم عقیدہ
۴۔ ھم وزن — ہم وزن۔ برابر
۵۔ ھم قدم — ساتھی

سوال ۲: مثنوی سے کیا مراد ہے؟ اہم فارسی مثنوی نگاروں کے نام لکھیے۔

جواب: مثنوی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی دو دو یا جوڑا جوڑا کے ہیں۔ مثنوی میں ہر شعر کے دو مصرے آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اسے مثنوی کہتے ہیں البتہ ہر شعر دوسرے شعر سے مختلف القافیہ ہوتا ہے۔ مثنوی کی بحور عام طور پر معین ہیں اور مثنوی اکثر چھوٹی بحروں میں تحریر کی جاتی ہے۔ یہ صنف سخن کسی واقعہ یا کہانی کو نظم کرنے کیلئے کارآمد ہے۔ فلسفہ، اخلاق اور تصوف کے مضامین کیلئے مستعمل ہے۔

فارسی مثنوی نگار:

فردوسی طوسی، نظامی گنجوی، جامی، امیر خسرو، سعدی، رومی، عطار، حکیم سنائی، اوحدی، محمود شبستری اور علامہ اقبال مشہور مثنوی نگار شاعر ہیں۔

سوال ۳: نظامی گنجوی کی شاعری پر تبصرہ کیجئے۔

جواب: **نظامی گنجوی**

حکیم جمال الدین ابو محمد الیاس نظامی ۵۳۴ ہجری میں گنجہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ شہر گنجہ کی نسبت سے گنجوی کہلائے۔ بچپن میں ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ادھر باپ فوت ہوا۔ ادھر ماں نے بھی داغ مفارقت دیا۔ آپ کے ماموں نے آپ کی تعلیم و تربیت کا کام اپنے ذمے لیا۔ افراد خانہ کو شعر و ادب کا ذوق تھا۔ آپ کے بھائی مطرزی قوامی ایک صاحب طرز شاعر تھے۔ آپ کو بھی شعر و شاعری سے فطری لگاؤ تھا۔ اس لیے تعلیم سے فراغت پا کر شعر و شاعری شروع کی۔

آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ گنجہ ہی میں گزارا۔ آپ بہت عالم و فاضل آدمی تھے۔ ہم عصر بادشاہ اور امراء، ان کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ مگر وہ عمر بھر شاہی درباروں سے گریز کرتے رہے۔ کیونکہ آپ آزاد فطرت کے مالک تھے۔ طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ حصول دولت کے لیے

کسی کا قصیدہ کہیں جو کچھ کہتے تھے اپنی خواہش پر کہتے تھے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ انہوں نے اپنی مثنویاں بعض حکمرانوں کے نام منسوب کیں۔ آپ زاھد اور عابد شخص تھے لیکن زھد وتقوی کا کبھی دعوی نہیں کیا۔ شعر وسخن میں انہیں یکتائی کا درجہ حاصل تھا مگر کبھی اس کی نمود ونمائش نہ کی۔ انہوں نے اپنی آزادی اور راست گوئی کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ عمر کے آخری حصہ میں گوشہ نشین ہو گئے۔

نظامی گنجوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی فضیلت صرف شعر وشاعری تک ہی محدود نہ تھی بلکہ انہیں جوانی میں تاریخ وادب اور علم ہیئت سے گہری رغبت تھی اور انہوں نے بہت محنت سے یہ علوم حاصل کئے تھے۔ آپ کی غیر فانی شہرت کی وجہ آپ کی پانچ مثنویاں ہیں جو ''خمسہ نظامی'' یا ''پنج گنج'' کے نام سے معروف ہیں۔ انہی مثنویوں کی بدولت انہیں فارسی ادب کا سب سی بڑا داستان سرا کہا جاتا ہے۔ ان کی مثنویوں کے نام یہ ہیں: مخزن الاسرار، خسرو شیریں، لیلی ومجنون، بہرام نامہ یا ھفت پیکر یا ھفت گنبد اور سکندر نامہ جس کے دو حصہ ہیں: شرف نامہ اور اقبال نامہ۔ نظامی گنجوی کی مثنویاں توحید، نعت اور حکمت کے بیان سے شروع ہوتی ہیں۔ توحید اور نعت لکھتے ہوئے شعر اور فلسفہ میں کچھ اس طرح امتزاج پیدا کرتے ہیں کہ مضمون بلند اور باعظمت ہو جاتا ہے۔

امیر خسرو، خواجو کرمانی، مولانا جامی، فیضی اور عرفی جیسے نامور شعراء نے خمسہ نظامی کی تقلید میں مختلف مثنویاں لکھی ہیں۔ نظامی گنجوی کی مثنویوں میں خوبصورت مناظر، دلچسپ مکالمے اور واقعات کا ڈرامائی اتار چڑھاؤ ملتا ہے۔ ان کی تشبیہات واستعارات میں سادگی اور رنگینی ہوتی ہے۔ انسانی جذبات واحساسات کی بھرپور ترجمانی میں انہیں کمال حاصل ہے۔ بیان میں زور، دلنشینی اور اثر آفرینی ہے۔ آپ نے مظاہر کی تصویر کچھ اس انداز میں کھینچی ہے کہ ان کی حیات وحرکت بھی تصویر کے ساتھ ساتھ محسوس ہونے لگتی ہے۔ مختصر یہ کہ ایران میں بڑے بڑے شاعر ہو گزرے ہیں لیکن کسی کی قوت سخن سرائی میں نظامی گنجوی کی طرح ہمہ گیری نہ تھی۔

معروضی سوالات

1: کثیر الانتخابی سوالات (Multiple Choice Questions)

☆ ہر سوال کے نیچے چار ممکنہ جواب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک جواب درست ہے۔ درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:

-1 ☆''ھفت پیکر'' کس کی مثنوی ہے؟
(الف) عطارؒ کی (ب) نظامیؒ کی ✓ (ج) جامیؒ کی (د) رومیؒ کی

-2 ☆''مخزن الاسرار'' کس کی مثنوی ہے؟
(الف) عطارؒ کی (ب) حافظؒ کی (ج) رومیؒ کی (د) نظامی گنجویؒ کی ✓

-3 ☆نظامی گنجوی کا اصل نام کیا ہے؟
(الف) جمال الدین ✓ (ب) جلال الدین (ج) فضل الدین (د) رشید الدین

-4 ☆ایران کے نامور شعراء نے کس شاعر کی تقلید میں مثنویاں لکھیں؟
(الف) عمر خیامؒ (ب) حافظ شیرازیؒ (ج) نظامی گنجویؒ ✓ (د) سعدی شیرازیؒ

-5 ☆نظامی گنجوی کو اس کی مثنویوں کے باعث کس نام سے یاد کیا جاتا ہے؟
(الف) ملک الشعراء (ب) داستان سرا ✓ (ج) سلطان الشعرا (د) لسان الغیب

☆☆☆☆☆☆